بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا اسٹرابری جہنمی پھل ہے ؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے یہاں کے معروف پھل اسٹرابری (Strawberry) سے متعلق سوشل میڈیا پر کچھ خبریں چل رہی ہیں کہ یہ نہیں کھاسکتے کیونکہ یہ جہنمی پھل زقوم ہی ہے۔ عرض یہ ہے کہ اسٹرابری پھل کھانا، جائز ہے یا نہیں؟ اور سوشل میڈیا پر چلنے والی بات درست ہے یا نہیں؟ زقوم کیا ہوتا ہے؟ اس سے متعلق رہنمائی فرمادیں۔

سائلہ: کنزہ خرم (لاہور)

جواب

اسٹرابری پھل کھانا بالکل جائز ہے۔ اس میں شرعی طور پر کوئی حرج نہیں کہ عندالشرع جس چیز کی ممانعت قرآن وسنت سے ثابت ہو اور اس کی حرمت وممانعت پر دلیل شرعی قائم ہو صرف وہی حرام وممنوع ہے، بقیہ سب چیزیں حلال ومباح ہیں اور اسٹرابری کے حرام یا ممنوع ہونے پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت کی دلیل نہ ہونا ہی اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔ باقی اسٹرابری کو زقوم قرار دینا قرآن وحدیث ولغت سے جہالت اور باطل وبے اصل ہے، کیونکہ قرآن وحدیث کے مطابق زقوم جہنمیوں کو کھلائے جانے والے ایک ایسے درخت کا نام ہے جو جہنم کی جڑ سے نکلتا ہے اور وہ چھوٹے پتوں والا، بدبودار، سخت کڑوا ہوتا ہے۔ دیکھنے میں اتنا بدصورت وکریہہ کہ اس کا شگوفہ شیطان کا سر معلوم ہو اور لغات میں بھی اس کے معانی تھوہڑ، مہلک وزہریلی غذا، کانٹے دار پودہ، **ایک تلخ اور بدبودار درخت جو اہل دوزخ کی غذا ہے** وغیرہ آتے ہیں، ان میں سے کوئی ایک معنی بھی اسٹرابری پر صادق نہیں آتا بلکہ اس کے برعکس اسٹرابری ایک خوش رنگ، خوش ذائقہ اور لذیذ پھل ہے، لہٰذا جب وہ نام، صورت، ذائقہ ہر اعتبار سے زقوم سے الگ ہے تو اسے خواہ مخواہ زقوم قرار دے کر کھانا ممنوع قرار دینا درست نہیں ہے بلکہ شریعت مطہرہ پر افتراء ہے اور ایسا کہنے والے بغیر علم کے فتوی دینے اور اپنی ان باتوں کی وجہ سے لوگوں میں تشویش پیدا کرنے کی وجہ سے گناہگار، مستحق عذاب نار ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ اپنی ان جہالتوں سے باز آئیں اور توبہ کریں۔

اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْۚ وَ اِنْ تَسْــٴَـلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَاؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو

جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف فرما چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حِلم والا ہے۔ (قرآن کریم، سورۃ المائدۃ، آیت: 101)

صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی اس آیت کو اپنے فتاویٰ میں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: **"اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ جس امر پر شریعت طاہرہ نے حکم نہ دیا ہو وہ معاف ہے** اس پر مواخذہ نہیں اور مباح اسی کو کہتے ہیں کہ اس کے کرنے پر کوئی عذاب نہ ہو حدیث شریف میں وارد ہوا "ماسکت عنه فھو مما عفی عنه" یعنی جس چیز کے بیان سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے یعنی اس کے کرنے پر کوئی عذاب نہیں۔ (فتاوی صدر الافاضل، صفحہ 525 شبیر برادرز، لاہور)

جب تک کسی چیز کی حرمت پر دلیل قائم نہ ہو تو اسے حرام قرار نہیں دیا جائے گا اور اسٹرابری کی حرمت پر کوئی دلیل قائم نہیں لہذا یہ بھی حلال ہے، چنانچہ ردالمحتار میں ہے "وصرح في التحرير بأن المختار أن الأصل الإباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية اھ" ترجمہ: اور تحریر میں تصریح ہے کہ مختار یہ ہے کہ جمہور علمائے حنفیہ وشافعیہ کے نزدیک اصل اباحت ہے۔ (ردالمحتار، سنن الوضو، جلد 1، صفحہ 102، مطبوعہ بیروت)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اشیاء کی حلت وحرمت پر قاعدہ شرعی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: **"اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی جس چیز کی ممانعت شرع مطہرہ سے ثابت اور اس کی برائی پر دلیل شرعی ناطق، صرف وہی ممنوع ومذموم ہے، باقی سب چیزیں جائز ومباح رہیں گی، خاص ان کا ذکر جواز قرآن وحدیث میں منصوص ہو یا ان کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو شخص جس فعل کو ناجائز وحرام یا مکروہ کہے اس پر واجب کہ اپنے دعوے پر دلیل قائم کرے** اور جائز ومباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا یہی جواز کی دلیل کافی ہے۔ جامع ترمذی وسنن ابن ماجہ ومستدرک حاکم میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرّم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ" حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام فرما دیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے یعنی اس کے فعل پر کچھ مواخذہ نہیں۔۔۔ مرقاۃ میں فرماتے ہیں: "فیہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ" اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل سب چیزوں میں مباح ہونا ہے۔ شیخ شرح میں فرماتے ہیں: "وایں دلیل ست بر آنکہ اصل در اشیاء اباحت است" یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد 26، صفحہ 526، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اللہ تعالیٰ "زقوم" کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَذٰلِكَ خَیْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ (۶۲) اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ (۶۳) اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْۤ اَصْلِ الْجَحِیْمِ (۶۴) طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ (۶۵) فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـٴُـوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ﴾ ترجمہ: "تو یہ مہمان نوازی بہتر ہے یا زقوم کا درخت؟ بیشک ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لئے آزمائش بنا دیا ہے۔

بیشک وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑمیں سے نکلتا ہے۔ اس کا شگوفہ ایسے ہے جیسے شیطانوں کے سرہوں۔ پھر بیشک وہ اس میں سے کھائیں گے پھر اس سے پیٹ بھریں گے۔" (قرآن مجید، سورۃ الصافات، آیت نمبر 62 تا 66)

اس آیت کے تحت تفسیر بیضاوی میں زقوم کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے"وهو: اسم شجرة صغيرة الورق دفرمرة تكون بتهامة" ترجمہ: **اور زقوم ایک ایسے درخت کا نام ہے جو چھوٹے پتوں والا، بدبودار، کڑوا ہوتا ہے۔** تہامہ کے علاقہ میں پایا جاتا ہے۔ (أنوار التنزيل وأسرار التأويل، سورۃ الصافات، آیت نمبر 62، جلد 5، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی)

تفسیر قرطبی میں ہے "الزقوم مشتقة من التزقم وهو البلع على جهد لكراهتها ونتنها۔ واختلف فيها هل هي من شجر الدنيا التي تعرفها العرب أم لا على قولين أحدهما أنها معروفة من شجر الدنيا. ومن قال بهذا اختلفوا فيها، فقال قطرب: إنها شجرة مرة تكون بتهامة من أخبث الشجر. وقال غيره: بل هو كل نبات قاتل. القول الثاني: إنها لا تعرف في شجر الدنيا۔ ملتقطاً" ترجمہ: زقوم، تزقم سے مشتق ہے۔ اور تزقم کا مطلب ہے: کسی چیز کی کراہت و بدبو کے باعث اسے کوشش کے ساتھ (مجبوراً) نگلنا۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا یہ دنیا کے درختوں میں سے کوئی ہے جسے اہل عرب جانتے ہیں یا ایسا ہے جسے نہیں جانتے؟ دو قولوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دنیا کے معروف درختوں میں سے ہے۔ اس قول کے قائلین میں بھی اس کی حقیقت کے متعلق اختلاف ہے۔ قطرب نے کہا: بیشک زقوم ایک کڑوا، سب سے خبیث درخت ہے جو تہامہ میں پایا جاتا ہے۔ اور قطرب کے علاوہ دوسروں نے کہا: بلکہ زقوم ہر قاتل (زہریلی) جڑی بوٹی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ زقوم کا درخت دنیا کے معروف درختوں میں سے نہیں ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورۃ الصافات، آیت نمبر 62، جلد 5، صفحہ 85، دار الکتب المصریۃ القاہرۃ)

تفسیر نسفی میں زقوم کو شیطانوں کے سروں سے تشبیہ دینے کی وجہ یوں لکھی ہے "وشبه برؤوس الشياطين للدلالة على تناهيه في الكراهة وقبح المنظر هائلة جداً" ترجمہ: اور زقوم کو شیطانوں کے سروں سے، اس کے کراہت کی انتہا پر پہنچے ہونے اور دیکھنے میں انتہائی بدصورت ہونے پر دلالت کرنے کے لیے تشبیہ دی گئی ہے۔ (تفسیر نسفی، سورۃ الصافات، آیت نمبر 62، جلد 3، صفحہ 125، مطبوعہ دار الکلم الطیب، بیروت)

تفسیر صراط الجنان میں ہے "یعنی جنت کی نعمتیں، لذتیں، وہاں کے نفیس و لطیف کھانے اور مشروبات، دائمی عیش اور بے انتہا راحت و سُرور بہتر ہے یا **جہنم میں ملنے والا زَقوم کا درخت جو نہایت تلخ، انتہائی بدبودار، حد درجہ کا بدمزہ اور سخت ناگوار ہے**، اس سے دوزخیوں کی میزبانی کی جائے گی اور ان کو اس کے کھانے پر مجبور کیا جائے گا۔ ۔ ۔ **بیشک زقوم ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑمیں سے نکلتا ہے اور اس کی شاخیں جہنم کے ہر طبقے میں پہنچتی ہیں، اس کا شگوفہ بدصورتی میں ایسے ہے جیسے شیطانوں کے سرہوں یعنی نہایت بدہیئت اور قبیح المنظر، سانپوں کے پھن کی طرح۔**" (تفسیر صراط الجنان، سورۃ الصافات، آیت 62 تا 65 جلد 8، صفحہ 314، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

احادیث طیبات میں بھی زقوم کا ذکر موجود ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لو أن قطرة من الزقوم قطرت في دار الدنيا لأفسدت على أهل الدنيا معايشهم، فكيف بمن يكون طعامه؟" ترجمہ: **اگر زقوم کا ایک قطرہ اس دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں پر ان کی روزیاں خراب کر دے تو اس کا کیا حال ہوگا** جس کا کھانا ہی زقوم ہوگا؟۔ (سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 706، رقم الحدیث: 2585، مطبوعہ مصر)

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں علامہ علی بن سطان القاری رحمۃ اللہ علیہ **مذکورہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں**: "أي من ماء شجر يخرج في أصل الجحيم. قال الشارح: الزقوم شجرة خبيثة مرة كريهة الطعم والرائحة، يكره أهل النار على تناوله، فلو أن قطرة منه (قطرت في دار الدنيا لأفسدت) أي لمرارتها وعفونتها وحرارتها (على أهل الأرض معايشهم)" ترجمہ: یعنی اس درخت کا پانی جو جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے۔ شارح نے فرمایا: **زقوم ایک خبیث، کڑوا، بدذائقہ و بدبودار درخت ہے۔ اہل جہنم اسے کھانا ناپسند کریں گے۔** پس اگر اس کا ایک قطرہ اس دنیا میں بہا دیا جائے تو اس کی کڑواہٹ، بدبو اور گرمی کی وجہ سے اہل زمین کی تمام کھانے، پینے کی چیزیں خراب ہو جائیں۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، باب صفۃ الدار واھلھا، جلد 9، صفحہ 3620، دار الفکر، بیروت)

عربی سے اردو کی معروف لغت "المنجد" میں زقوم کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: "الزقوم: تھوڑ کا درخت۔ جہنم کے ایک درخت کا نام۔ مہلک خوراک۔ ایک خودرو گھاس، جس کا پھول چمبیلی کے پھول کے مشابہ ہوتا ہے" (المنجد، زق م، صفحہ 436، مطبوعہ کراچی)

عربی سے اردو کی معروف لغت "مصباح اللغات" میں زقوم کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: "الزقوم: جہنم کے ایک درخت کا نام۔ **تھوہڑ۔ مہلک خوراک۔ ایک جنگلی گھاس**، جس کا پھول چمبیلی کے مانند ہوتا ہے" (مصباح اللغات، زق م، صفحہ 341، مطبوعہ اردو بازار لاہور)

القاموس الوحید میں "زقوم" کا معنی یوں لکھا ہے "الزقوم: **ایک تلخ اور بدبودار درخت جو اہل دوزخ کی غذا ہے**۔ ہر مہلک غذا۔" (القاموس الوحید، زق م، صفحہ 710، مطبوعہ کراچی)

اردو کی مشہور لغت فیروز اللغات میں ہے "**زقوم: تھوہڑ، ایک خاردار پودا**" (فیروز اللغات، زق، صفحہ 790، مطبوعہ کراچی)

بلا دلیل شرعی کسی چیز کو حرام کہنا، بغیر علم کے فتوی دینا حرام اور ناجائز و گناہ ہے، چنانچہ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر اور کنز العمال میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "واللفظ للاول: من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض" جو بغیر علم کے فتوی دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، جلد 7، صفحہ 633، رمز حرف المیم، دار الحدیث القاہرۃ)

بلکہ احادیث میں بغیر علم کے فتوی دینے والوں کا ظہور قیامت کی نشانیوں میں سے قرار دیا گیا ہے چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "اتخذ الناس رءوسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا"

ترجمہ: لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے پس ان سے سوال کریں گے تو وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے پس وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور اوروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (صحیح البخاری، جلد 1، صفحہ 20، باب کیف یقبض العلم، مطبوعہ کراچی)

اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **بے علم فتویٰ دینے والا اگر کچھ جاہلوں کا مقتدا ہو تو ضرور حدیث** فضلوا و اضلوا (وہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا) کا مصداق ہے آپ بھی گمراہ ہوا اور انھیں بھی گمراہ کرے گا۔۔ اور اگر مقتدائے دیگران نہ ہو تو اس حدیث سے کسی حال بچ کر نہیں جا سکتا کہ: من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض۔ جو بغیر علم کے فتویٰ دے آسمان وزمین کے فرشتے اس پر لعنت کریں۔۔۔ **باطل یا ضعیف یا مشکوک مسائل پھیلا کر مسلمانوں میں اختلاف وفتنہ وفساد ڈالنا حرام ہے۔** قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشروا ولا تنفروا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: بشارت دیا کرو، نفرت نہ دلایا کرو۔ جو بنا علم کسب شہرت کے لئے ایسا کرے عالم نہیں، عالم دین نائب رسول ہے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور مسلمانوں میں بلاوجہ شرعی اختلاف وفتنہ پیدا کرنا نیابت شیطان۔ حدیث میں ہے: الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظہا۔ فتنہ سو رہا ہے اس کے جگانے والے پر اللہ کی لعنت۔" (فتاوی رضویہ، جلد 21، صفحہ 252، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا اعظم عطاری مدنی

مصدق: مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: WAT-4831

تاریخ اجراء: 10 رجب المرجب 1444ھ/02 فروری 2023ء